بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورۃ بنی اسرائیل

آج کی سورۃ نبی ﷺ کے رات کے سفر اور آسمانوں کی طرف بُلند ہونے کے حوالے سے شروع ہوتی ہے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِىۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ (۱)

پاک ہے وہ ذات جو رات ہی رات میں اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے تا کہ ہم اُسے کُچھ اپنی نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

یہ مناسب لگتا ہے کہ آپ کے ساتھ اس معجزاتی سفر کا مختصر حال بانٹوں، جیسا کہ نبی ﷺ کی مُستند حدیث میں بیان ہوا ہے تا کہ اس کے بارے میں ہماری یاداشت تازہ ہو اور اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پہ ایمان میں اضافہ کا احساس حاصل ہو اور اُنکے نبی ﷺ کی سچائی پہ بھی۔

الاسراء والمعراج (رات کا سفر اور آسمان کا جانا)

یہ نبوت کا دسواں سال تھا کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا اور عالی شان اعزاز دیا گیا۔ یہ رات کا معجزاتی سفر تھا۔ اُس خاص رات کو فرشتہ جبرائیل علیہ السلام محمد ﷺ کے پاس آئے اور اُن کو نیند سے جگایا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے اُنھیں ایک چمکتی ہوئی سفید مخلوق پہ سوار کیا جس کا نام البُراق تھا۔ جلد ہی بجلی کی تیزی سے محمد ﷺ کو مسجدِ اقصیٰ لے جایا گیا، جو کہ یروشلم میں ایک دور دراز کی عبادت گاہ ہے۔ پھر محمد ﷺ گزشتہ انبیاء کے اجتماع سے ملے جو اُنکے پیچھے جمع ہوئے اور انھوں نے اُنکی نماز میں امامت کی۔

وہاں سے جبرائیل علیہ السلام نے اُنکو لیا، وہ اللہ تعالیٰ کی کُچھ عظیم نشانیوں کو دیکھنے اور کائنات کے اَن دیکھے اسراروں کا مُشاہدہ کرنے کے لئے سات آسمانوں کی طرف بُلند ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام محمد ﷺ کے ساتھ ہر آنے والے آسمان کی طرف جانے پہ وہاں مختلف انبیاء آدم علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرتے ہوئے بُلند ہوتے گئے۔ آخر کار وہ ساتویں آسمان پہ پہنچے۔ وہاں ایک آدمی ایک لافانی محل کے دروازے کی مسند پہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کبھی بھی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو خود میری طرح تھا، نبی ﷺ نے فرمایا، یہ میرے والد ابراہیم (علیہ السلام) تھے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے سامنے اپنے فرشتوں والے نور اور شان سے نمودار ہوئے، وہ آخری حد والے ناقابل بیان اور کبھی نہ ختم ہونے والے پُر اسرار رنگوں سے ڈھکے، درخت سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے تھے۔

"نہ نگاہ ادھر اُدھر ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی، بلاشُبہ اُس نے اپنے رب کی بعض بہت بڑی نشانیاں دیکھیں" ۵۳:۱۷-۱۸

محمد ﷺ نقطہءعروج کی آسمانی بُلندیوں تک گئے تھے۔ یہ اس رات میں تھا جب عظیم روحانی اور جسمانی معراج جو اُنھوں نے قادرِ مطلق اللہ تعالیٰ

سے حاصل کی، اسلام کا دوسرا اعالی شان ستون، روزانہ کی پانچ نمازیں۔ زمین پہ واپسی سے پہلے، جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کو جنت میں لے گئے، جہاں ایمان والے اپنے دوبارہ زندہ ہونے کے بعد لطف اندوز ہونگے، اور اُنکو جہنم کے مناظر بھی دکھائے گئے جہاں کئی طرح کی سزائیں گناہگاروں کو دی جا رہی تھیں۔

اس سفر نے نبی ﷺ اور اُنکے صحابہؓ کو بہت زیادہ نفسیاتی راحت دی اور اُنکی اسلام کی خاطر کام کرنے کی استعداد اور عزم کو تازہ دم کیا۔ اس نے اُنکے اسلام کے پیغام سے وابستگی میں ثابت قدم رہنے میں مدد کی۔ المعراج کے دوران حکم ربانی یہ رہا کہ ایمان والے نبی ﷺ کی رب سے ملاقات کو دن میں لازماً پانچ وقت کی نماز ادا کر کے دائمی خراجِ تحسین پیش کریں۔

نماز بذاتِ خود ایمان والے کا اپنے خالق سے مکالمہ اور رابطہ کی ایک شکل ہے۔ اس لئے الاسراء والمعراج نبی ﷺ کی زندگی میں ایک سنگِ میل اور حالات کے پھرنے کا نقطہ تھا۔

یہاں یہ بات بتانی ضروری ہے کہ بہت سے لوگوں نے ایمان والوں کے ذہنوں میں اس سفر کے بارے میں شکوک ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ وہ پوچھتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے؟ اور کیسے اسکی سائنسی قوانین میں وضاحت کی جا سکتی ہے؟ جواب بہت آسان ہے کہ سائنسی قوانین بھی اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنی منصوبہ سازی اور عمل میں ان قوانین کے پابند نہیں ہیں۔ اگر وہ کُچھ کرنے کا منصوبہ بناتے ہیں، تو اُنکو ایسا کرنے کی تمام قدرت ہے۔ اُنکی اپنی تخلیق میں سے کوئی بھی اُنکے منصوبہ میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتی۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی طاقت پہ یقین کرنے کے بارے میں اتنے لاعلم اور متکبر ہیں تو پھر ہمیں ہماری اپنی تقدیر کے بارے میں فکر مند ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ کس قسم کا ایمان ہے کہ ہر چیز پہ شک کرے جو اسکے راستے میں آئے؟

آیت ۱۳ میں ہمارے لئے سخت تنبیہ ہے، جو ہمیں بتاتی ہے کہ ہم خود اس دُنیا میں اپنے رویے اور اعمال سے اپنی قسمت کو شکل دے رہے ہیں۔ ہماری حقیقی زندگی، جو کہ آخرت میں شروع ہونے والی ہے، اور جو کبھی بھی ختم نہیں ہوگی، اُس کا دار و مدار اس زندگی پر ہے جو اس وقت ہم بطور امتحان گزار رہے ہیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح ہماری حقیقی حالت کا تصور قائم کروا رہے ہیں۔

وَكُلَّ اِنسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا (۱۳)

اور ہم نے ہر انسان کا نامہ اعمال اُسکی گردن میں لگا رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اُس کا نامہ اعمال نکال کر سامنے کر دیں گے۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (۱۴)

اپنا نامہ اعمال پڑھ، آج اپنا حساب لینے کے لئے تو خود ہی کافی ہے۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (۱۵)

جو سیدھے راستے پہ چلا تو اپنے لئے ہی چلا اور جو بھٹک گیا تو بھٹکنے کا نقصان بھی وہی اُٹھائے گا اور کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے

گا اور ہم سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے۔

قرآن وسُنت سے ناواقفیت کی وجہ سے ہمارے نظریات درہم برہم ہو چکے ہیں، اپنی آخرت کی دائمی زندگی کو اپنی سب سے بڑی ترجیح بنانے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ٹھوس کوششیں کرنے کی بجائے، ہم اس غلط طرز زندگی کی طرف بہک گئے ہیں جو اس عارضی زندگی کی عارضی کامیابی کے اردگرد گھومتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰئهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا (۱۸)

جو کوئی دُنیا چاہتا ہے ہم اُس میں سے اُسے جو چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں پھر اُسکے لئے جہنم مقرر کر رکھی ہے جس میں وہ داخل ہوگا بدحال اور ٹھکرایا ہوا۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (۱۹)

اور جو آخرت چاہتا ہے اور اُسکے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا (۲۰)

ہم ہر ایک کو اپنی پروردگاری بخششوں سے مدد دیتے ہیں انھیں بھی اور اُنھیں بھی اور تمھارے پروردگار کی بخشش کسی پہ بند نہیں۔

ہمیں سمجھنا چاہیے کہ صرف اپنی باتوں کے ذریعے آخرت کی خواہش کرنا کافی نہیں ہے۔ آخر کو کون کہے گا کہ میں وہاں کامیاب نہیں ہونا چاہتا؟ خواہش کوشش کے ذریعے ثابت ہوتی ہے، بصورت دیگر وہ بس خالی الفاظ ہیں جب ہم کہتے ہیں" میری خواہش ہے میں نماز پڑھ سکوں لیکن مجھے کبھی وقت نہیں ملتا" یا میری خواہش ہے کہ قرآن کو سمجھ سکوں لیکن میری ملازمت بہت اہم ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایک بار پھر یاد دلاتے ہیں:

وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا (۲۱)

اور آخرت کے تو بڑے درجے اور بڑی فضیلت ہے۔

آگے ہم اسلامی طرز زندگی کے ایک بہت اہم پہلو کی طرف آتے ہیں، جو ہے" احسان" کرنا اپنے والدین کے ساتھ۔ کوئی دوسرا مذہب والدین کے حقوق پہ اتنا زور نہیں دیتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ہم سے توقع کرتے ہیں کہ ہم والدین کو دوسرے لوگوں سے زیادہ باعزت مقام دیں:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (۲۳)

اور تمھارے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُنھیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انھیں جھڑکو اور اُن سے ادب سے بات کرو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (۲۴)

اور اُنکے سامنے شفقت اور عاجزی سے جُھکے رہو، اور کہو اے میرے رب جس طرح انھوں نے مجھے بچپن سے پالا ہے اسی طرح تُو بھی ان پہ رحم فرما

اپنے والدین کے ساتھ احسان کیا ہے؟ اس کا مطلب ہے اُنکے ساتھ عزت، ہمدردی اور مہربانی سے پیش آئیں۔ یہ کافی نہیں ہے کہ اُنکے لئے ہم اپنے دلوں میں پیار محسوس کریں، بلکہ ہم سے یہ مطلوب ہے کہ ہم اُنکے ساتھ بہت زیادہ عزت کے ساتھ پیش آئیں۔ اُن سے گفتگو کے دوران ہمیں بہت محتاط رہنا چاہیے کیونکہ ہمیں اجازت نہیں کہ ہم بے عزتی کا چھوٹے سے چھوٹا لفظ بھی ادا کریں۔ ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بعد وہ ہماری سب سے زیادہ شکر گزاری کے حق دار ہیں۔

ذرا خود کو ایک چھوٹے بے یارو مددگار بچے کے روپ میں تصور کریں جو ہر ایک جسمانی اور جذباتی ضرورت کے لئے اپنی ماں پہ انحصار کرتا ہے۔ جبکہ باپ اُسکو آرام دہ زندگی مہیا کرنے کے لئے سخت محنت کر رہا تھا۔ ان گنت اوقات اُنھوں نے لازماً کئی مرتبہ ہمارے لئے اپنی ضروریات کی قربانی دی ہوگی۔ کیا ہم اپنے والدین کی اُس ایک رات کا بدلہ اُتار سکتے ہیں جو اُنھوں نے جاگ کر گزاری جب ہم بیمار تھے۔ سو اگلی مرتبہ جب آپکی ماں وہ سوال دہرائیں جس کا آپ نے ذرا دیر پہلے جواب دیا ہو تو بے زاری کے اُس تاثر کو روک دیں جو آپکے ہونٹوں پہ لپکتا ہے، اور واپس اُس وقت کا سوچیں جب اُنھوں نے آپکے سوالوں کا سو بار جواب دیا۔ آیت کو دوبارہ دیکھیں اور دھیان رکھیں کہ نہ صرف ہماری گفتگو بلکہ ہمارے جسمانی اطوار بھی اُنکے لئے عاجزی اور عزت کے ہونے چاہیں۔ ہمارے جسمانی اطوار اور ہماری سوچوں اور گفتگو کے درمیان بہت مضبوط ربط ہے۔ یہ سب ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ یہ کہنا خود فریبی ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کیسے بات کرتے ہیں اور یہ کہ یہ صرف بے تکلفی ہے، اور یہ کہ عزت دل میں ہونی چاہیے۔۔۔۔ نہیں! اگر یہ واقعی دل میں ہے تو پھر اسے اُوپر بھی نظر آنا چاہیے، اس میں پُر یقین رہیں!!

حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم یہ احکامات براہ راست اللہ تعالیٰ کے کلام سے نہیں پڑھتے، تو ہم ان معاملات کی اہمیت کے بارے میں واقعی کُچھ نسبت نہیں رکھ سکتے۔ اسلام صرف رسم و رواج کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ یہ پہلے ایک فرد کی اور پھر پوری قوم کی کردار سازی سے متعلق ہے۔ اگلی چند آیات بھی ذاتی اور معاشرتی اقدار کے بارے میں ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنے اندر پیدا کریں۔

پہلی چیز اپنے رشتہ داروں اور لوگوں پہ یہ یقین کرتے ہوئے خرچ کرنا ہے کہ یہ اُن کا ہم پہ حق ہے۔ کیونکہ اگر ہم سوچیں کہ ہم اُنکی امداد کر رہے ہیں پھر ہمارا رویہ اُنکے سامنے اپنے بہت بڑے ہونے کے فخر کی عکاسی کرے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا (۲۶)

اور رشتہ داروں، اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی مت کرو

دوسرا یہ سختی سے ممنوع ہے کہ ہم اپنے بچوں کو قتل کریں۔ کتنا ہولناک۔۔۔۔ لیکن ہم اُنھیں قتل نہیں کرتے، کیا کرتے ہیں؟ یہ قدیم وحشی عرب تھے جو اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کیا کرتے تھے۔۔۔۔ ہم یہ نہیں کرتے۔ ہاں لیکن اسقاطِ حمل کی بڑھتی ہوئی شرح دیکھیں۔ کیا یہ قتل نہیں ہے؟ اور یہ کیوں کیا جاتا ہے؟ غربت کے خوف سے۔۔۔۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (۳۱)

اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم اُنھیں بھی اور تمھیں بھی رزق دیتے ہیں بے شک انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔

کُچھ ایسی بُرائیاں ہیں جو بہت نقصان دہ اور خطرناک ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے نہیں چاہتے کہ اُنکے قریب بھی جائیں "زنا" (بدکاری) اُن میں سے ایک ایسی چیز ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً ط وَسَآءَ سَبِیْلًا (۳۲)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بے شک وہ بے حیائی ہے اور بُری راہ ہے۔

یہ بات کس طرف دلالت کرتی ہے؟ قریب جانے کا مطلب اُن تمام چیزوں میں مبتلا ہونا ہے، جو اسکی طرف لے جاتی ہیں۔ فحش فلمیں اور افسانے ایسی چیزیں ہیں جو انسان میں حیوانی فعل کو اُبھارتی ہیں۔ یہی کام فحش گانے، تصاویر وغیرہ کرتے ہیں۔ کوئی بھی ان جرائم میں ایک دم چھلانگ نہیں لگاتا۔ بلکہ یہ ایک جال کی طرح ہے، اور ایک شخص اسکو بے ضرر مشغلہ سمجھ کے اس میں پھنس جاتا ہے۔ ہم سب کو بہت محتاط رہنا چاہیے کہ ہماری نوجوان نسل ذرائع ابلاغ کے اور ہر قسم کی فحاشی کی نمائش کرنے والے طوفان میں کس طرف بڑھ رہی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ یہ سختی سے ممنوع ہے کہ کسی شخص کو بے گُناہ قتل کیا جائے۔ اس جرم کی سزا جہنم ہے۔ آگے ہمیں کہا گیا کہ ہم یتیم کے مال اور جائداد کے معاملے میں بہت محتاط رہیں اگر ہم اسکی حفاظت پہ معمور ہوں۔ وعدوں کو سنجیدگی سے لیا جانا اور پورا کیا جانا چاہیے۔ لین دین میں دیانت داری بہت اہم ہے۔ وہ تمام چیزیں جو ہمارے کردار کے لئے نقصان دہ ہیں اُنکی نشاندہی کردی گئی ہے۔

اور اب اگلے دو احکامات پہ نظر ڈالیں۔ دیکھیں کیسے اللہ تعالیٰ کوئی تفصیل بھی نہیں چھوڑتے بلکہ ہم سے چاہتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو اندر باہر سے نکھاریں۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ط اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (۳۶)

اور جس بات کا تمھیں علم نہ ہو اُسکے پیچھے نہ لگو بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے پُوچھ ہوگی۔

یہ آیت ہمیں ہمارے وقت اور ہماری زندگی کی قدر سکھاتی ہے۔ کیوں ہم ایسی چیزوں پہ اپنی توانائیاں ضائع کریں جن کا ہم سے تعلق نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ اپنے مقاصد پہ توجہ مرکوز رکھیں اور اپنے ذرائع کو مُفید کاموں کے لئے محفوظ رکھیں۔ ہم سب کو اچھی طرح جائزہ لینا چاہیے کہ ہم اپنا وقت کیسے گزار رہے ہیں۔ کیسے ہم اپنی صلاحیتیں استعمال کر رہے ہیں؟ ہماری زندگی کا محور کیا ہے؟ آخر میں ہمارا چلنے کا انداز تکبر سے پاک ہونا چاہیے۔ دوبارہ جسم اور رُوح کے درمیان رابطہ:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا (۳۷)

اور زمین پہ اکڑ کے نہ چلو یقیناً نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتے ہو۔

اور تاکہ ہم اسکے بارے میں کسی شک میں نہ رہیں، اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ واضح کرتے ہیں۔

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا(٣٨)

یہ سارے بُرے کام تمھارے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔

اور ہمارے پاس قرآن ہے ہمیں وہ سب بتانے کے لئے جو ہمیں جاننے کی ضرورت ہے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ... (۴۱)

اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں طرح طرح کی باتیں بیان کی ہیں تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔۔۔

لیکن پھر کیوں مسلمان ابھی تک اپنے دین کی سچی رُوح سے بہت دور ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں وجہ بتاتے ہیں:

وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا(۴۵)

اور جب تُو قرآن پڑھتا ہے ہم تیرے اور اُن لوگوں کے درمیان جو آخرت پہ یقین نہیں رکھتے ایک پوشیدہ حجاب ڈال دیتے ہیں

وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا...(۴٦)

اور اُنکے دلوں پہ ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں تا کہ اسے نہ سمجھیں اور انکے کانوں میں گرانی ڈال دی ہے۔

تو یہ کافی نہیں کہ بس آواز کی لہریں ہمارے کانوں سے ٹکراتی رہیں بلکہ ہمیں اپنے دلوں کو قرآن کے پیغام کی طرف کھولنا چاہیے جب ہم اسے سُن رہے ہوں۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ یہ ہماری زندگیوں کو تبدیل کرے۔اسکے علاوہ ہمیں شیطان کی بُری سرگوشیوں سے بھی خبردار رہنا چاہیے۔اُس دن جب اس نے آدم علیہ السلام کے سامنے جھکنے سے انکار کیا اس نے دعویٰ کیا ہے:

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا(٦٢)

کہنے لگا کہ دیکھ تو یہ وہی ہے جسے تُو نے مجھ پہ فضیلت دی ہے اگر تُو مجھ کو قیامت کے دن تک کی مہلت دے تو میں اس کی اولاد کو اپنے قابو میں کرلوں گا سوائے تھوڑے لوگوں کے

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا (٦٣)

فرمایا جا ان میں سے جو کوئی تیرے ساتھ ہوا تو تم سب کی سزا جہنم ہے جو پورا پورا بدلہ ہے۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (٦۴)

ان میں سے جسے تو اپنی آواز سنا کے بہکا سکتا ہے بہکا لے اور ان پہ اپنے سوار اور پیادے چڑھا دے اور انکے مال اور اولاد میں بھی شریک ہو جا اور ان سے وعدے کر اور شیطان کے وعدے محض فریب ہی تو ہیں

ہمیں یہاں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ شیطان کی آواز سے کیا مُراد ہے۔ زیادہ تر مُفسرین کا اتفاق ہے کہ نبیﷺ کی حدیث سے یہ واضح ہے کہ یہ موسیقی اور گانے کا حوالہ ہے۔ آج کل جب موسیقی نے ہماری زندگیوں میں ہمہ وقت قبضہ کیا ہوا ہے، کُچھ لوگوں کے لئے یہ تسلیم کرنا مُشکل بن جاتا ہے کہ یہ نقصان دہ ہے اوراس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ممنوع قرار دیا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ موسیقی تخیلات کی طرف بڑھاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے دور لے جاتی ہے۔ تمام گانوں کے بول فحاشی کی طرف لے جاتے ہیں تا کہ ہماری نئی نسل کے سوچنے کا انداز مکمل طور پہ بہک جائے۔ زیادہ تر حادثات موسیقی کے باعث دھیان بٹنے سے ہوئے ہیں۔ اُنکے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں صرف اُسکا حکم کافی ہے اور وہ جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے، تمام دلائل سُن کے بھی شک میں رہ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو ابلیس کے جال میں پھنسنا نہیں چاہتے وہ اسکے اثر میں نہیں آئیں گے:

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا (۶۵)

"بے شک میرے بندوں پہ تیرا غلبہ نہیں ہوگا اور تیرا رب کارسازی کے لیئے کافی ہے

اور اُنکے بارے میں جو حقیقت کے سامنے اپنی آنکھیں بند رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا (۷۲)

اور جو کوئی اس جہاں میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راستے سے بہت ہی بھٹکا ہوا رہے گا۔

لیکن ہم خود کو اس اندھے پن سے بچانے کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ قرآن ہمیں اپنی روحوں کی مضبوطی کے لئے ترکیب دیتا ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا (۷۸)

آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کرو اور فجر کا قرآن بھی، بلاشبہ فجر کے وقت قرآن پڑھنا (فرشتوں کے) ہمیشہ سے حاضر ہونے کا وقت رہا ہے۔

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (۷۹)

اور رات کو آپ تہجد ادا کیجئے یہ آپکے لئے زائد ہے عین ممکن ہے کہ آپکا رب آپکو مقام محمود پہ فائز کر دے

اس زبردست سورہ کے اختتام پہ اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم اُنکو ہر وقت یاد رکھیں کیونکہ اُنکی یاد ہمارے دل اور روح کی طاقت کا ذریعہ ہے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا (۱۱۱)

اور کہہ دیجئے ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے نہ کوئی اولاد بنائی ہے اور نہ بادشاہی میں اُسکا کوئی شریک ہے اور نہ عاجز ہو جانے کی وجہ سے کوئی اُس کا مددگار ہے اور اُسکی بڑائی بیان کرتے رہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورۃ الاعراف

سُورۃ الاعراف کی ابتداء اس واضح پیغام کے ساتھ ہوتی ہے کہ زندگی میں ہم جو بھی کریں ہمیں لازمی طور پہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری حقیقی منزل آخرت ہے اور اُس روزِ جزاء سزا کے بارے میں بالکل کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۸)

اور اُس روز وزن بھی برحق ہوگا پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا (اچھے اعمال سے) سو ایسے لوگ کامیاب ہونگے۔

اگر ہم اس پیغام کو یاد رکھیں تو پھر اللہ تعالیٰ جو بھی حکم ہمیں دیتے ہیں اُس کی اطاعت میں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر لوگوں کا قرآن سے کوئی رابطہ نہ ہو تو پھر وہ تمام دینی معاملات میں نقص تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ہم میں سے جو نام نہاد مُفکرین ہیں اُن کو جو بات پریشان کرتی ہے وہ لباس کا بظاہر سخت طریقہ کار ہے جسے مسلمان ہونے سے منسوب کیا گیا ہے۔ وہ اس بات پہ تعجب کرتے ہیں اور اس قسم کی باتیں کرتے ہیں جیسے "ایسی سختی کیوں؟" یا "اس بات سے دوسروں کو کیا لگے کہ میں کیا پہنے ہوئے ہوں؟ کاش میں اُن کو درج ذیل آیات دکھا سکوں جن میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ ہمیں لباس زیب تن کرنے کے مقاصد بتاتے ہیں:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (۲۶)

اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہم نے تمھارے لئے لباس پیدا کیا جو تمھاری شرمگاہوں کو بھی چُھپاتا ہے اور زینت کا باعث بھی ہے، اور تقویٰ کا لباس اس سے بڑھ کر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔

اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ شیطان ہمارا سب سے بڑا دُشمن ہے لیکن مجھے آج سے پہلے بالکل معلوم نہیں تھا کہ اُس کا آدم علیہ السلام اور اُن کی بیوی پہ پہلا حملہ اُن کا لباس اُتروانا تھا۔ جیسا کہ اگلی آیت میں بتایا جا رہا ہے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا (۲۰)

پھر شیطان نے اُن دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ اُن کی شرمگاہیں جو ایک دُوسرے سے پوشیدہ تھیں دونوں کے رُوبرو بے پردہ کردے۔

حتیٰ کہ آج بھی یہ وہ کام ہے جو شیطان کرچُکا ہے۔ اُس نے ہمیں ہماری حیا سے محروم کردیا ہے اور اسطرح ہمارے وقار سے بھی، اس لئے اللہ تعالیٰ اگلی آیت میں ہمیں خبردار کررہے ہیں۔

يَبَنِيٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا

لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ

لَا يُؤْمِنُوْنَ (۲۷)

اے آدم اولاد شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اُس نے تمھارے ماں باپ کو جنت سے باہر کرادیا ایسی حالت میں کہ اُن کا لباس بھی اُتروادیا تا کہ وہ اُن کو اُن کی شرمگاہیں دکھائے، وہ اور اُس کا لشکر تم کو ایسے طور پہ دیکھتا ہے کہ تم اُن کو نہیں دیکھتے ہو، ہم نے شیطانوں کو اُن ہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

یہاں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ بھی یاددھانی کروار ہے ہیں کہ دین دار بننے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم گندے اور میلے رہیں بلکہ یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ ہم مسجد کے لئے اپنا بہترین لباس پہنیں۔

يَبَنِيٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

الْمُسْرِفِيْنَ (۳۱)

اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنی زینت اختیار کرو (صاف ستھرا لباس پہن کر) اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

واہیات پن مکمل طور پہ حرام ہے اور ہمیں اسے "زینت" سے الگ سمجھنے کے بارے میں سیکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہیں کہ اُنھوں نے ایسا کُچھ نہیں رہنے دیا جسکے بارے میں ہم متذبذب رہیں۔ بلکہ ہر بات کی وضاحت اُسکی آخری تفصیل تک کردی گئی ہے۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۳۳)

آپ (نبی ﷺ) فرمادیجئے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے اُن تمام فحش باتوں جو اعلانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گُناہ کی بات کو اور ناحق کسی پہ ظُلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھیراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور ایسی بات کو اللہ کے ذمہ نہ لگادو جس کو تم جانتے نہیں۔

قرآن کی کُچھ آیات ہیں جو صفحات سے بولتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور کوئی اُن کو اپنے معنی اور گہرائی میں بہت جاندار محسوس کرتا ہے۔ اس طرح کی اگلی تین آیات ہیں جو نیک لوگوں کے جنت میں داخل ہونے کا بیان کرتی ہیں، اُن بدقسمت لوگوں کے مقابل سخت موازنہ کے ساتھ جو جہنم کی آگ میں رہیں گے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ

اُورِثْتُمُوْھَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۴۳)

اور جو اُنکے دلوں میں غُبار تھا ہم اُس کو دور کردیں گے، اُن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور وہ لوگ کہیں گے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا، اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ ہم کو نہ پہنچاتا۔ واقعی ہمارے رب کا رسول سچی باتیں لے کر آیا تھا اور اُن سے پُکار کر کہا جائے گا کہ یہ جنت تم کو تمھارے اعمال کے بدلے میں دی گئی ہے۔

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْمِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

حَرَّمَهُمَا عَلَی الْكٰفِرِیْنَ (۵۰)

اور جہنم والے جنت والوں کو پُکاریں گے کہ ہمارے اُوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو، یا اور ہی کُچھ دے دو جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے جنت والے کہیں گے کہ اللہ نے دونوں چیزیں کی کافروں کے لئے بندش کر رکھی ہے۔

ہم سب کو اپنی توجہ اس بات پہ مرکوز رکھنی چاہیئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اپنی دُعاؤں میں کیسے پُکارتے ہیں کیونکہ اسلام ہمیں ہر بات کے آداب سکھاتا ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (۵۵)

تم لوگ اپنے رب سے دُعا کیا کرو گڑ گڑا کر بھی اور چُپکے چُپکے بھی بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کا پیغام بہت آسانی سے سب کو مُہیا ہے اور پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ حقیقت میں بہت تھوڑے لوگوں پہ اس کا اثر ہے۔ اور ہم حیران ہوتے ہیں کہ کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ہی بارش مُختلف جگھوں پہ مُختلف قسم کے نتائج پیدا کرتی ہے اور یہ اُس جگہ پہ مُنحصر ہے جہاں یہ برستی ہے۔

وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ

الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ (۵۸)

اور جو سُتھری سرزمین ہوتی ہے اُس کی پیداوار تو اللہ کے حُکم سے خوب نکلتی ہے اور جو خراب ہے اُسکی پیدوار بھی کم نکلتی ہے اسی طرح ہم دلائل طرح طرح سے بیان کرتے ہیں اُن لوگوں کے لئے جو شُکر کرتے ہیں۔

سُطور کے اختتام پہ نوح علیہ السلام کا تفصیلی قصہ اور کیسے اُنھوں نے اپنے لوگوں کو ایک رب کی عبادت کی طرف بُلایا مذکور ہے لیکن اکثریت نے اُنکو مُسترد کردیا۔ اسی طرح کا معاملہ ھُود علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور لُوط علیہ السلام کا تھا۔

ان سب نے ایک ہی توحید کے پیغام کی تبلیغ کی۔ لیکن لوگوں نے اُنکی مُخالفت میں رہنے کا انتخاب کیا اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے ہر ایک قوم پہ اپنا عذاب اُنکو تباہ کرتے، صفحہءِ ہستی سے مٹاتے ہوئے، اور نیک لوگوں کی اُنکے نبیوں کے ساتھ حفاظت کرتے ہوئے نازل کیا۔

یہ کہانیاں کوئی سنسنی پھیلانے کے لئے تخلیق نہیں کی گئی ہیں بلکہ یہ ہماری ایمانی حالت اور اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی اطاعت پہ غور و فکر کرنے کے لئے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے غُصے سے لاپرواہ نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ کب ہمارے وقت کی حد ختم ہوجائے اور پھر ہمیں اُس کا سامنا کرنا پڑے جو ہم نے اپنی زندگی میں عمل کیا ہے۔

دوسری طرف ہم شُعیب علیہ السلام کو دیکھتے ہیں جو مدین کے شہر کی طرف بھیجے گئے ،جنکو اُمراء نے مُسترد کر دیا جیسا کہ تمام انبیاء کے ساتھ ہوا تھا،حتیٰ کہ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ معاشرے کا اعلیٰ طبقہ سچے دین سے گُمراہ ہوتا ہے،اور مُکمل طور پہ اس دُنیا کی زندگی میں مگن ہوتے ہیں۔آئیں اس بارے میں سوچتے ہیں، یہ ایسا کیوں ہے؟ آخر کو یہ سہولت یافتہ لوگ ہیں جن کو دُنیا کی ہر معلومات تک رسائی ہے، پھر وہ کیوں اس سادہ سی حقیقت کا سامنا نہیں کرتے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اُسکی عبادت کی جائے اور کوئی بھی روز قیامت سے نہیں بھاگ سکتا، کیوں وہ اس دھوکے میں رہنے کو جاری رکھے ہوئے ہیں کہ دین صرف پسماندہ لوگوں کے لئے ہے؟۔اور وہ اسلامی طرز زندگی کی اہمیت کے بارے میں دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی شُکوک پیدا کرتے ہیں۔قرآن ہمیں اسکے پیچھے جو وجہ ہے اُسکے بارے میں بتاتا ہے کہ یہ اُنکا تکبر ہے اور اندیشہ ہے کہ اگر لوگوں نے ایک اللہ کی عبادت کرنا شروع کر دی تو کوئی اُنکے سامنے نہیں جُھکے گا اور اس لئے وہ اپنی برتری کھو دیں گے،لیکن دیکھیں اُن کی شان وشوکت کے ساتھ کیا ہوا۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ (۹۱)

پس اُن کو زلزلے نے آپکڑا سو اپنے گھروں میں اُوندھے کے اُوندھے پڑے رہ گئے۔

یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ اگر آپ اسلام میں داخل ہوتے ہیں تو دُنیاوی آسائشوں سے محروم ہو جائیں گے،اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتے ہیں۔

وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰٓى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰـكِنۡ كَذَّبُوۡا فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ (۹۶)

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم اُن پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن اُنھوں نے جُھٹلایا تو ہم نے اُن کے اعمال بد کی وجہ سے اُن کو پکڑ لیا۔

موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کا دورانیہ اگلی چون (۵۴) آیات تک پھیلا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دو اہم ذمہ داریاں دی تھیں، ایک تو فرعون کو ایک رب کی عبادت کی طرف بُلانا اور دوسرا بنی اسرائیل کے لوگوں کو فرعون کے ظُلم و جبر سے بچا کر اُنکے اپنے مُلک لے جانا تھا جو کہ فلسطین تھا۔جب اُنھیں کہا گیا کہ اپنی نبوت ثابت کرنے کے لئے کوئی نشانیاں دکھائیں تو اُنھوں نے اپنا عصاء پھینکا جو سانپ میں تبدیل ہو گیا اور اُنکو اپنا چمکتا ہاتھ دکھایا تو اُنھوں نے الزام لگایا کہ وہ صرف ایک جادوگر ہیں۔

قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيۡمٌ (۱۰۹)

قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے اُنھوں نے کہا بے شک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے۔

اُنھوں نے تمام لوگوں کو اس اُمید پہ بُلایا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو شکست دیں گے لیکن بلاشُبہ اُن کا اللہ تعالیٰ کے سچے معجزات کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں تھا اور اس لئے اُنھوں نے پہچان لیا کہ وہ واقعی نبی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔

وَاُلۡقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيۡنَ (۱۲۰)

اور وہ جو ساحر تھے سجدے میں گر گئے۔

فرعون اس پہ بھڑک اُٹھا اور اُن کو دھمکایا۔

لَاُ قَطِّعَنَّ اَيۡدِيَكُمۡ وَ اَرۡجُلَكُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ (۱۲۴)

میں تمھارے ایک طرف کے ہاتھ اور دُوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سُولی پہ لٹکا دوں گا۔

لیکن دیکھیں اُن نئے مسلمانوں کی جراءت اور توکل (یقین) کو۔

قَالُوۡۤا اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنۡقَلِبُوۡنَ (۱۲۵) ۱۲۴

اُنھوں نے کہا ہم (مرکر) اپنے رب کے ہی پاس جائیں گے

وَمَا تَنۡقِمُ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتۡنَا ؕ رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ (۱۲۶)

اور تو نے ہم میں کون سے عیب دیکھا ہے سوائے اسکے کہ ہم اپنے رب کے احکام پہ ایمان لے آئے ہیں، جب وہ ہمارے پاس آئے اے ہمارے رب ہم پہ صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالت اسلام پہ نکال۔

اور موسیٰ علیہ السلام کو ان بہت خوبصورت الفاظ کے ذریعے ہمت دلائی گئی۔

قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهِ اسۡتَعِيۡنُوۡا بِاللّٰهِ وَاصۡبِرُوۡا ۚ اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ ۙ يُوۡرِثُهَا مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَالۡعَاقِبَةُ

لِلۡمُتَّقِيۡنَ (۱۲۸)

موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ کا سہارا حاصل کرو اور صبر کرو یہ زمین اللہ کی ہے اور اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں وارث بنا دیں اور آخر کامیابی اُن ہی کی ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون کی قوم کی طرف کئی عذاب بطور انتباہ نازل کیئے کہ شاید وہ مان جائیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو سمندر میں ڈبو دیا اور بنی اسرائیل کے لوگوں کو بچا لیا۔

وَاَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِيۡنَ كَانُوۡا يُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا ؕ وَتَمَّتۡ كَلِمَتُ ۱۳۶

رَبِّكَ الۡحُسۡنٰى عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۙ بِمَا صَبَرُوۡا ؕ وَدَمَّرۡنَا مَا كَانَ يَصۡنَعُ فِرۡعَوۡنُ وَقَوۡمُهٗ

وَمَا كَانُوۡا يَعۡرِشُوۡنَ (۱۳۷)

اور ہم نے اُن لوگوں کو جو بالکل کمزور شمار کیئے جاتے تھے اُس زمین کے مشرق مغرب کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی اور آپکے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں اُن کے صبر کی وجہ سے پُورا ہو گیا اور ہم نے فرعون کے اور اُسکی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اُونچی اُونچی عمارتیں بناتے تھے اُنکو درہم برہم کر دیا۔

جب موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ہدایت لینے گئے تو اُنھوں نے بہت پیار سے کہا

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ.....

اور جب موسیٰ ہمارے دیئے گئے وقت پر آئے اور اُنکے رب نے اُن سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے اپنا دیدار کرا دیجئے کہ میں ایک نظر آپکو دیکھ لوں۔

اور اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔

قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ(۱۴۳)

فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھے گا اور لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھ سو اگر وہ اپنی جگہ برقرار رہا تو تُو مجھے دیکھ لے گا۔ تو جب اُسکے رب کی تجلی پہاڑ پہ پڑی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب اُسے ہوش آیا تو کہنے لگا تُو پاک ہے میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں ایمان لانے والوں میں سب سے پہلا ہوں۔

اور پھر اُن کو تورات دی گئی۔

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ(۱۴۵)

اور ہم نے اُسکے لئے تختیوں میں ہر چیز کے بارے میں نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی، سو اُنھیں مضبوطی کے ساتھ پکڑ اور اپنی قوم کو حکم دے کہ انکی بہترین باتوں کو پکڑے رکھیں عنقریب میں تمھیں نافرمانوں کا گھر دکھاؤں گا۔

لیکن بنی اسرائیل نے اُنکی غیر موجودگی میں اپنا معبود ایجاد کر لیا۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ(۱۴۸)

اور موسیٰ کی قوم نے اُسکے بعد اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا لیا، جو ایک جسم تھا، جس کی گائے جیسی آواز تھی، کیا اُنھوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ ان سے بات کرتا ہے اور نہ اُنھیں کوئی راستہ بتاتا ہے۔ اُنھوں نے اسے (معبود) بنا لیا اور وہ ظالم تھے۔

اور پھر اُنکو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَذِلَّۃٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَاوَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ(۱۵۲)

بے شک جن لوگوں نے گائے کے بچھڑے کی پوجا کی ہے اُن پر بہت جلد اُنکے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اسی دنیا کی زندگی میں ہی اُن پر پڑے گی اور ہم جُھوٹی تہمت لگانے والوں کو یونہی سزا دیا کرتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ مہربان ہیں اور اگر کوئی اخلاص کے ساتھ توبہ کرے تو معاف فرما دیتے ہیں۔

وَ الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ م بَعْدِھَا وَاٰمَنُوْآ اِنَّ رَبَّکَ مِنْ م بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۱۵۳)

اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کیئے اور پھر اُنکے بعد توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں تو تمھارا رب اس توبہ کے بعد گُناہ معاف کر دینے والا رحمت کرنے والا ہے۔

~اس قصہ میں سیکھنے کے لئے دانائی کا ایک عظیم خزانہ موجود ہے لیکن زیادہ تر ہمیں اللہ تعالیٰ کی مکمل قدرت اور طاقت کا خود کو بھی قائل کرنا پڑتا ہے اور دوسروں کو بھی، کیونکہ یہی اسلام کی بُنیادیں ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم بتوں کی عبادت نہیں کرتے لیکن کسی دربار (مزار) پہ جائیں اور دیکھیں کہ لوگ کس طرح قبروں کے سامنے حرکت کرتے ہیں، یہ شرک ہے اور ہمیں اپنے خود ساختہ دھوکوں اور وضاحتوں سے باہر نکلنے کی ضرورت ہے۔ اس کا علاج قرآن اور نبی ﷺ کی سُنت سے قریبی رابطہ رکھنا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اِنَّا لَانُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ(۱۷۰)

اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں، بے شک ہم ایسے اصلاح کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہ کریں گے۔

اور کیوں لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام اور اللہ تعالیٰ کے دین کو مُسترد کرنا جاری رکھے ہوئے ہیں، کیا اُن کو کوئی سمجھ نہیں؟ وہ بہت ذہین اور کامیاب معلوم ہوتے ہیں لیکن دیکھیں اللہ تعالیٰ اُن کے بارے میں کیا سمجھتے ہیں۔

لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّایَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ(۱۷۹)

جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سُنتے یہ لوگ بھی جانوروں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گُمراہ ہیں یہی لوگ غافل ہیں۔

حتیٰ کہ وہ اردگرد کا جائزہ بھی نہیں لیتے اور دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کیا نشانیاں تخلیق کی ہیں یہ دیکھنے کو کہ کائنات اور ہمارا وجود بے مقصد پیدا نہیں کیئے گئے ہیں۔ ہمارے تمام اعمال لکھے جا رہے ہیں اور قیامت کے دن انکے مطابق ہمیں صلہ ملے گا ۔ کون جانتا ہے کہ کب یہ وقت ختم

ہو جائے؟

اَوَلَمۡ یَنۡظُرُوۡا فِیۡ مَلَکُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ ۙ وَّاَنۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ اَجَلُہُمۡ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ (۱۸۵)

اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کیں اور اس بات میں کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آ پہنچی ہو پھر اس بات کے بعد یہ کس پہ ایمان لائیں گے۔

لیکن شیطان جو ہمارا سب سے بڑا دُشمن ہے ہمیں یہ حقیقت یاد کرنے ہی نہیں دیتا اور ہمیشہ ہمیں بُھلا دیتا ہے کہ ہمارا وقت ختم ہو رہا ہے۔ صرف وہ جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اُسکو یاد رکھتے ہیں، اُن پہ شیطان کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّہُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ہُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ (۲۰۱)

یقیناً جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں جب ان کو شیطان سے کوئی خطرہ آ جاتا ہے تو وہ ذکر میں لگ جاتے ہیں اچانک اُنکی آنکھیں کُھل جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی یاد قرآن کو توجہ سے پڑھنے اور سُننے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا دھیان حاصل کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔

وَاِذَا قُرِیَٔ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ وَاَنۡصِتُوۡا لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (۲۰۴)

اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اُسکی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو اُمید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔

اور ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنی چاہیے تاکہ ہم اُسکو بُھولنے سے محفوظ رہیں۔

وَاذۡکُرۡ رَّبَّکَ فِیۡ نَفۡسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیۡفَۃً وَّدُوۡنَ الۡجَہۡرِ مِنَ الۡقَوۡلِ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ وَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِیۡنَ (۲۰۵)

اپنے رب کو یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی سے اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صُبح و شام اور غافل لوگوں میں سے مت ہو جانا۔

یہ ہے ہماری عملی اطاعت کا نچوڑ۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سے ایک مضبوط تعلق جوڑنے کا طریقہ، قرآن، دُعائیں اور اُسکے سامنے پیار اور عاجزی کے ساتھ جُھکنے کے ذریعے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ تعلق ہمیں سیدھے راستے پہ اور دیگر تمام راستوں سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری شیطان سے حفاظت فرمائیں اور ہمیں ایک بامقصد انداز فکر والی کامیاب زندگی گُزارنے کی توفیق دیں۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ النساء

قرآن میں ایسی کوئی سورت نہیں جس کا عنوان "مرد" ہو، تاہم خواتین کو اس سورت کے ساتھ عزت بخشی گئی ہے جس کا عنوان "عورت" ہے۔ خواتین کو اسلام میں بہترین مقام دیا گیا ہے، اور مردوں کو اُنکی ضروریات پورا کرنے اُنکا خیال رکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ پہلا حکم مرد کو دیا گیا ہے کہ جب وہ شادی کرے تو عورت کو کوئی تحفہ دے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً ؕ فَاِنۡ طِبۡنَ لَـكُمۡ عَنۡ شَىۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ هَنِيۡٓـئًـا مَّرِیۡٓـئًـا (۴)

اورعورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو، البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے مہر کا کوئی حصّہ تمہیں معاف کر دیں تو اُسے تم مزے سے کھا سکتے ہو۔

اسلام سے پہلے خواتین سے جانوروں کی طرح سلوک کیا جاتا تھا اور اُنکے کوئی بھی حقوق نہیں تھے۔ لیکن اسلام نے وراثت میں اُنکا جائز حصہ دے کر اُنکو عزت بخشی۔

لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَ الۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ‌ نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا (۷)

مردوں کے لئے اُس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، اور عورتوں کے لیئے بھی اُس مال میں حصّہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، خواہ تھوڑا ہو یا بہت، اور یہ حصّہ (اللہ کی طرف سے) مقرر ہے۔

اور پھر درج ذیل آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ مردوں کو اُنکی بیویوں کے خیال رکھنے کی ذمہ داری کی یاددہانی کروار ہے ہیں حتیٰ کہ اگر وہ اُنکو ناپسند بھی کرتے ہوں تب بھی، اس میں ایک بہت بڑا سبق ہے کہ اکثر ہم چیزوں کو ناپسند کرتے ہیں لیکن اگر ہم اُسکی رضا کے لیے صبر کریں تو اللہ تعالیٰ نے اُن میں حیرت انگیز فوائد رکھے ہوتے ہیں۔

وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًـا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا (۱۹)

اور تم اُنکے ساتھ اچھے طریقے سے گزر بسر کرو۔ پھر اگر تم اُن کو ناپسند کرو تو ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اُس میں بہت بھلائی

ڈال دے۔

ایک آیت جو اس موضوع کے فوراً بعد آتی ہے اور جو اکثر لوگوں کے انتہائی ذاتی مسائل سے متعلق ہے یعنی حسد کرنا، دوسروں سے اُن چیزوں کے لیے جو اُنکے پاس نہیں ہیں۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (۳۲)

اور تم اس مقام و مرتبہ کی خواہش نہ کرو جس کے باعث اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے، مردوں نے جو کمایا اس میں سے اُنکا حصہ ہے اور عورتوں نے جو کمایا اس میں ان کا حصہ ہے اور تم اللہ سے اُس کا فضل مانگتے رہو بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

تو یہ ہے راز خوشی اور ذہنی سکون کا، اُس چیز کی خواہش نہ کریں جو دوسروں کے پاس ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے اُسکا فضل مانگیں۔ اُسکے پاس اس سے بہتر چیزیں ہونگی۔۔۔ اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ رکھیں اور اپنی خواہشات کی رو میں نہ بہ جائیں۔

اور پھر آگے آنکھ سے جہالت کا پردہ ہٹانے والی آیت ہے اُن سب کے لئے جو سمجھتے ہیں کہ وہ مکمل ہیں اور گناہ سے پاک ہیں خاص طور پہ وہ جو نیک ہونے کا لبادہ اوڑھتے ہیں

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا (۴۹)

(اے نبی) کیا آپ نے اُنکو نہیں دیکھا جو اپنی پاکیزگی خود بیان کرتے ہیں، بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے پاکیزگی عطا کرتا ہے، اور لوگوں پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اس سے پہلے ہم نے سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ ہمیں اُن لوگوں کی راہ پہ چلا جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ درج ذیل آیت نے مجھے بہت خوشی دی کیونکہ اگر ہم اللہ تعالیٰ اور اُسکے نبی ﷺ کی فرمانبرداری کریں تو وہ ہمیں ان انعام یافتہ لوگوں کی صحبت دے گا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (۶۹)

اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ایسے لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا (یعنی) انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگوں کے ساتھ اور یہ لوگ اچھے رفیق ہونگے۔

آج جیسے جیسے لوگ زیادہ سے زیادہ خود ساختہ دُنیاوی آسائشوں کی مُحبت میں گرفتار ہو رہے ہیں ویسے موت کا خوف بھی بڑھ گیا ہے، کتنا واضح طور پہ قرآن ہمیں ہمارے حد سے زیادہ حفاظتی اقدامات کے بارے میں سوچنے پہ مجبور کرتا ہے

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (۷۸)

تم جہاں کہیں بھی ہوگے، موت تمھیں پالے گی، خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو

یہ اکثر دولت اور زندگی کے کھو جانے کا ہی خوف ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُسکی رضا کے لیے ہمت سے جہاد کرنے سے روکتا ہے، درج ذیل آیت میں

اللہ تعالیٰ اجر عظیم کا وعدہ کر رہے ہیں اُن سب کے لیے جو اُسکی راہ میں اُسکی رضا کے لیے جدو جہد کرتے ہیں بے شک وہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکام ہو جائیں اور منزل پہ پہنچنے سے پہلے اُنکو موت بھی آ جائے، تب بھی

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۱۰۰)

اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرے وہ زمین میں پناہ لینے کے لیے بہت سی جگہیں اور گنجائش پائے گا، اور جو شخص اللہ اور اُسکے رسول کی طرف ہجرت کرنے کی خاطر اپنے گھر سے نکلے پھر اُسے راستے میں موت آ جائے تو اُسکا اجر اللہ کے ذمے واجب ہو گیا اور اللہ نہایت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

یہ نظریہ کہ تمام بُری سوچیں شیطان کی طرف سے ہیں یہ ایک ایسی بات تھی جو میرے لیے بالکل نئی تھی اور میں حیران کہ ہم نے اپنی زندگی کیسے اس بُنیادی حقیقت کو جانے بغیر گزاری ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے دین سے دور ہوتے جاتے ہیں اور ہم سوچتے ہیں "یہ میری وضاحت ہے زندگی کے بارے میں" یا یہ وہ بات ہے جس پہ میرا ایمان ہے۔ اور کبھی اس بات میں شک نہیں کیا کیونکہ جتنا ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں اور نبی ﷺ کے بارے میں اور قرآن کے بارے میں لاعلم اور غافل رہیں گے اتنا زیادہ شیطان کی دُشمنی سے غافل رہیں گے۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (۱۲۰)

شیطان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور اُنھیں اُمیدیں بھی دلاتا ہے مگر شیطان کے سارے وعدے فریب کے سوا کچھ نہیں

اللہ تعالیٰ پہ اعتماد کرنا کتنی بڑی نعمت ہے، جو یہ سب جانتے ہیں اور پھر آپکو بتاتے ہیں کہ آپکا دُشمن کون ہے اور یہ آپکے خلاف کام کیسے کرتا ہے، اور اس سے بچنا کیسے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے جُھکنے کا نظریہ کتنا خوبصورت ہے۔ کسی کے لیے بہت آسان اور بدقسمت لوگوں کے لیے ناقابل غور

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (۱۲۵)

اور دین میں اُس شخص سے اچھا کون ہے جس نے اپنا چہرہ اللہ کے سامنے جُھکا دیا اور وہ نیکی کرنے والا بھی ہو اور ملت ابراہیم کی پیروی کرے جو صرف حق پرست تھا۔

اللہ تعالیٰ کی مُحبت اور دوستی۔۔۔ یہ ہے وہ چیز جس کی ہم سب کو تمنا کرنی چاہیے۔ کیا اس تمنا سے بڑھ کے بھی کوئی اعزاز ہو گا؟ ہمیں نام تو یاد ہے ابراہیم علیہ السلام کا جو اللہ تعالیٰ کے دوست تھے، لیکن اپنی زندگی میں کتنی بار ہم نے انکے نقش قدم پہ چلنے کی کوشش کی ہے؟ ہم ان عظیم ہستیوں کو فراموش کر چکے ہیں اور انکی جگہ دوسرے لوگ نمونہ زندگی بنا لیے ہیں۔ اسی لیے ایک مسلسل اُلجھن اور پریشانی کا شکار رہتے ہیں۔

اگلی آیت ہمارے دور کی قابل رحم حالت کو نمایاں کرتی ہے، یعنی شکایتیں، شکایتیں، شکایتیں، سب کچھ ہوتے ہوئے بھی، اپنی ٹھنڈی گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے، بہت قیمتی لباس پہنے، اپنے شاہانہ گھروں کے بہت بڑے بڑے ہالوں میں زبردست کھانے کھاتے، ہماری گُفتگو کا محور کیا ہوتا ہے؟ شکایتیں۔ شکایتیں لوگوں کے خلاف، موسم کے خلاف، سکولوں کے خلاف، ملازمت، ٹریفک، غرض ہر چیز کے خلاف، اور ہمیں شرمندگی بھی محسوس

نہیں ہوتی، کسی کی پیٹھ پیچھے اُسکی برائی ۔۔غیبت کرتے ہوئے، یہ گفتگو کرنے کا معیار ہے؟ لوگوں کی عزتوں کو اُچھالنا، اُنکے خلاف دل کے تمام کینے سے بولنا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سوائے اُسکے جو غلط کرتا رھاہے، باقی سب کے خلاف بولنا نا قابل قبول ہے۔

لَايُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا (۱۴۸)

اللہ اُونچی آواز میں بُرائی کی بات کرنے کو پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو (اُسے اجازت ہے) اور اللہ خوب سُننے والا خوب جاننے والا ہے۔

اسکے بجائے، ہمیں برائی کو اچھائی سے دور کرنے کے بارے میں غور کرنا چاہیے اور معاف کرنا سیکھنا چاہیے، آخر کو یہ وہ چیز ہے جو ہم اپنے لیے بھی پسند کرتے ہیں، ایک قول ہے کہ خامی تلاش مت کرو حل تلاش کرو

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْتُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا (۱۴۹)

اگر تم کُھلے طور پر کوئی نیکی کرو یا چُھپ کر کرو، یا بُرائی سے درگزر کرو تو اللہ بھی بہت معاف کرنے والا بڑی عزت والا ہے۔

اسکے بعد ہم اپنے ایمان کے ایک بہت ہی اہم حصے کی طرف آتے ہیں جو کہ انبیاء پہ ایمان لانا ہے، کیونکہ آپ نے نام نہاد تعلیم یافتہ لوگوں کو کہتے سُنا ہوگا کہ صرف اللہ تعالیٰ پہ ایمان لانا کافی ہے، لیکن قرآن ان تمام تنازعات کو بہت ہی موثر انداز میں روکتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (۱۵۰)

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (۱۵۱)

بے شک جولوگ اللہ اور اُسکے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اللہ اور اُسکے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور وہ کہتے ہیں ہم بعض پر ایمان لائے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ انکے درمیان کوئی راہ اختیار کریں

وہی لوگ حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قرآن اکثر پوری انسانیت کو مُخاطب کرتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کا سب کے لیے پیار اور رحم ظاہر ہوتا ہے، جب کوئی غیر مسلم یہ الفاظ پڑھتا ہے "اے لوگو یا اے انسانو" تو اُنکو یہ محسوس ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اُنکے لئے بھی ہے صرف پیدائشی مسلمانوں کے لئے نہیں۔اس اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ پوری دنیا کو بتارہے ہیں کہ جیسے قرآن سب کے لیے نازل ہوا ہے، ویسے ہی نبی ﷺ کو بھی پوری انسانیت کے لیے بھیجا گیا ہے، اس لیے سبکو اُن پہ بھی ایمان لانا چاہیے اور یہ ایمان لانا اُنکے اپنے ہی فائدے کے لیے ہوگا۔اس سے اللہ تعالیٰ کی شان میں بالکل تبدیلی نہیں ہوگی، کیونکہ ہمارا اُس سے تعلق ہے جیسا پوری کائنات کا اُس سے تعلق ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا(۱۷۰)

اے لوگو یقیناً یہ رسول تمھارے رب کی طرف سے حق لے کر تمھاری طرف آیا ہے لہٰذا تم ایمان لاؤ یہ تمھارے لئے بہتر ہوگا، اور اگر تم کُفر کرو گے تو آسمانوں اور زمین میں جو کُچھ ہے اللہ کے لئے ہے اور اللہ خوب جاننے والا خوب حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پہ ایمان نہ رکھنا ایک اسی بیماری ہے جو بندے کی روح کو ختم کر دیتی ہے، کیونکہ آپ خود کو محروم کر رہے ہیں اپنی سب سے بڑی ضرورت سے۔ اللہ تعالیٰ پہ بہت پُختہ یقین اور فرمانبرداری کے بغیر آپ ہمیشہ ایک پریشانی کی کیفیت میں رہیں گے۔ اس دُنیا میں لوگ خود کو سچ کا سامنا کرنے سے بچنے کے لئے بہت سی مادی کامیابیاں حاصل کر لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم صرف ایمان والوں کے لیے ہوگا۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا(۱۷۵)

پھر جو لوگ اللہ پر ایمان لے آئے اور اُسکے دین کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو وہ ضرور اُنھیں اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور اُنھیں اپنی طرف سے سیدھا راستہ دکھائے گا

اللہ تعالیٰ ہمیں اُن خوش قسمت لوگوں میں سے بنائے جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور جن کو حق کی طرف رہنمائی ملی ہے، جو اُنکو دُنیا اور آخرت کی دائمی اور مکمل کامیابی کی طرف لے جائے گی۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الکھف

آئیں خود کو اس خوبصورت سورۃ سے آشنا کریں جس کے بارے میں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

" جو کوئی سورۃ الکھف جمعہ کے روز تلاوت کرے گا، یہ اُسکے لئے اگلے جمعہ تک نور کی مانند ہوگا "

یہ سورہ اس دُنیا کی حقیقی سچائی سے پردہ اُٹھاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک محدود وقت کے لئے بھیجا ہے اور ہم تک قرآن بھیجا تا کہ ہم ہر چیز کے بارے میں درست پہلو پہ رہیں۔

پہلی آیت ایک ایمان والے کی شکر گزاری سے بھرپور ہے جب اُسکو ادراک ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس پہ کیا نعمت بھیجی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی معجزانہ وحی اُنکے نبی ﷺ کے دل پہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰى عَبۡدِهِ الۡكِتٰبَ وَلَمۡ يَجۡعَلْ لَّهٗ عِوَجًا (۱)

تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے اپنے بندے پہ کتاب نازل کی اور اس میں کسی طرح کی کمی اور پیچیدگی نہ رکھی۔

پھر اللہ تعالیٰ ہمیں اس زمین کی تخلیق کے پیچھے مقصد کو بتاتے ہیں اگلی آیت میں:

اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَى الۡاَرۡضِ زِيۡنَةً لَّهَا لِنَبۡلُوَهُمۡ اَيُّهُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا (۷) ٦

بے شک جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اُسے زینت بنایا ہے تا کہ ہم اُنھیں آزمائیں کہ اُن میں کون اچھے کام کرتا ہے۔

زینت آرائش، جدید ملبوسات، نئے جوتے، نئی فلمیں، جدید طور طریقہ۔۔۔۔۔فہرست چلتی جاتی ہے اور ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی وقت نہیں، نماز کے لئے کوئی وقت نہیں، قرآن کے لئے کوئی وقت نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بتا رہے ہیں کہ یہ خوبصورتی بہت عارضی ہے، بس ایک امتحان ہے یہ دیکھنے کے لئے کہ کون اعمال میں اچھا ہے۔ ہم کم سے کم امتحانی نمبر حاصل کرنے کے بارے میں بھی فکرمند نہیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ " احسان " کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ جس کا مطلب ہے ہر عمل اور ہر سوچ میں بہترین، اللہ تعالیٰ کے اور لوگوں کے حقوق پورے کرنے میں مکمل۔ اپنے اطراف کا اچھی طرح جائزہ لیں۔۔۔۔۔۔آپ کیا دیکھتے ہیں؟ ہم کس میں مگن ہیں، آج کل؟

یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اسلام میں اس دُنیا کے راحت کی مذمت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں خبردار کر رہے ہیں کہ اس مادہ پرستی کی پاگل دوڑ میں اتنے مگن نہ ہو جائیں کہ آپ آخرت کو بھول جائیں۔ یاد رکھیں یہ سب خشک زمین میں تبدیل ہونے والا ہے:

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا (۸)

اور جو کچھ اس (زمین) پر ہے، ہم سب کو چٹیل میدان کردیں گے۔

سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ یہ گھر جنکی ہم پرستش کرتے ہیں، یہ زیورات جن پہ ہم جان دیتے ہیں، سب کچھ فنا ہو جائے گا۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ ہمارے لئے چند نوجوانوں کا قصہ بیان کرتے ہیں جنھوں نے مادہ پرستی کو چھوڑا، ہر چیز سے دست بردار ہوئے اور ایک غار میں پناہ لی، اپنے ایمان کو بچانے کے لئے جب اُنکو وہاں کے حکمران کی طرف سے موت کی دھمکی دی گئی۔ جو چاہتا تھا کہ وہ واپس شرک (بُت پرستی) کی طرف پلٹیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ پہ انکے اعتماد کو جو اُنکی دُعا میں ظاہر ہے:

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (۱۰)

جب کہ چند جوان اُس غار میں آبیٹھے پھر کہا اے ہمارے رب ہم پر اپنی طرف سے رحمت نازل فرما اور ہمارے اس کام کے لئے کامیابی کا سامان کردے۔

اب اگلی دو آیات میں ایک بہت اہم نقطہ ہے غور کرنے کے لئے:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ط اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى (۱۳)

ہم تمھیں اُنکا صحیح حال سُناتے ہیں بے شک وہ کئی جوان تھے، جو اپنے رب پہ ایمان لائے اور ہم نے انھیں اور زیادہ ہدایت دی۔

وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا (۱۴)

اور ہم نے انکے دل مضبوط کر دیئے جب وہ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم اسکے سوا کسی معبود کو نہ پکاریں گے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم نے نہایت ہی غلط بات کہی

ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ اُنکا اتنا مضبوط ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو اُنکی ہدایت میں بڑھایا اور اُنکے دلوں کو اتنا مظبوط بنایا کہ وہ شرک (بُت پرستی) کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ ہم بھی ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ہم مسلسل شکوک میں کیوں ہیں؟ کیوں ہمارا ایمان ہمارے دلوں کو مضبوط نہیں بناتا؟ کیوں ہم اپنے اندیشوں سے باہر نہیں آسکتے ہیں؟ مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے ایمان کے مطابق عمل نہیں کرتے اور اسی لئے ہماری ہدایت (بصیرت) کی سطح بجائے بڑھنے کے زوال پذیر ہے۔ اسکے علاوہ ہمیں پہلے قدم کے طور پہ جراءت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔۔ پہلے عزم کے طور پہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں اور پھر اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو مضبوط بنا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان جوانوں کو کئی سالوں کے لئے غار میں سُلا دیا، اور پھر اُنکو دوبارہ لوگوں کو اپنی نشانی دکھانے کے لئے اُٹھایا۔

وَكَذٰلِكَ اَعۡثَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ لِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيۡبَ فِيۡهَا... (۲۱)

اوراسی طرح ہم نے اُنکی خبر ظاہر کر دی تا کہ لوگ سمجھ لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔اور یہ کہ قیامت کی گھڑی بے شک آ کر رہے گی۔۔۔

اکثر ہماری زندگیوں میں اللہ تعالیٰ حقیقت کے نشان دکھاتے ہیں لیکن ہم عام طور پہ اصلی معاملات پہ متوجہ نہیں ہوتے اور غیر ضروری تفصیلات میں اُلجھ جاتے ہیں اور اس لئے ہم بے حس اور غیر فعال رہتے ہیں۔

ہمارا مرکز نگاہ اللہ تعالیٰ ہونا چاہیے، لیکن ہم یہ کیسے کریں؟ اللہ تعالیٰ اس آیت میں ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ حاصل کیا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنے کے ذریعے

وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مُلۡتَحَدًا (۲۷)

اور اپنے رب کی کتاب سے جو تیری طرف کی گئی ہے پڑھا کر واسکی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور تُو اسکے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائے گا۔

اسکے علاوہ اپنے دوست کے انتخاب میں بھی عقل مند بنو۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"آدمی اپنے دوست کے مذہب پہ ہوتا ہے"

مصنوعی دلکشی سے متاثر نہ ہوں، ایمان کے متمنی رہیں، یہ ہمارا معیار ہونا چاہیے دوست تلاش کرتے ہوئے۔

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ وَلَا تَعۡدُ عَيۡنٰكَ عَنۡهُمۡ تُرِيۡدُ زِيۡنَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا(۲۸)

اور اپنے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ رکھا کریں جو صبح شام اپنے رب کو پُکارتے ہیں اُسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی نگاہ کو اُن سے نہ ہٹا کہ دُنیا کی زینت کی تلاش کرنے لگ جائیں اور اُس شخص کا کہنا نہ مان جسکے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے، اور جس نے اپنے خواہش نفس کی پیروی اختیار کرلی ہے اور جسکا طریقہ کار افراط وتفریط پہ مبنی ہے۔

دُنیا میں گمراہ کرنے والی کئی چیزیں ہیں جو آدمی کو اُسکے رب سے غافل کر دیتی ہیں لیکن کوئی دولت اور خوشحالی سے بڑھ کر آزمائش نہیں ہے۔ بہت تھوڑے لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے دُنیاوی کامیابی ملنے کے بعد عاجز اور شُکر گزار رہتے ہیں، جیسا کہ اگلی مثال میں دکھایا گیا ہے جس میں ایک آدمی کو دو خوبصورت باغوں کی نعمت سے نوازا گیا تھا:

وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَيۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ وَّحَفَفۡنٰهُمَا بِنَخۡلٍ وَّجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمَا زَرۡعًا(۳۲)

اور اُنھیں دو شخصوں کی مثال سُنا دو ان دونوں میں سے ایک کے لئے ہم نے انگور کے دو باغ تیار کئے اور انکے گرد کھجور کے درختوں کی باڑھ لگائی اور انکے درمیان کھیتی بھی لگا رکھی تھی

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّ فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا (۳۳)

دونوں باغ اپنے پھل لاتے اور پھل لانے میں کوئی کمی نہ کرتے اور انکے درمیان ہم نے ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے، یہ آدمی متکبر بن گیا اور آخرت کے سچ کا انکار کر دیا

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا (۳۵)

اور اپنے باغ میں داخل ہوا اس حال میں کہ وہ اپنی جان پہ ظلم کرنے والا تھا کہا میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوگا

وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا (۳۶)

اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا جاؤں گا تو اس سے بھی بہتر جگہ پاؤں گا

اُسکے ساتھیوں نے اُسے نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو یاد رکھے اُس سب کے لئے جو اسکے پاس ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ... (۳۹)

اور جب تُو اپنے باغ میں آیا تھا تُو نے کیوں نہ کہا جو اللہ چاہے تو ہوتا ہے کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے۔۔۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُسکے تکبر کے لئے اُس کو سزا دی اور وہ بہت پشیمان ہوا لیکن تب بہت دیر ہو چکی تھی۔

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّىْٓ اَحَدًا (۴۲)

اور باغ کے پکے ہوئے پھل کو عذاب نے آ گھیرا اور جو کچھ وہ باغ پہ خرچ کر چکا تھا تو صبح اُس پر اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا وہ باغ اپنے چھپروں پہ گرا پڑا تھا

اور وہ کہہ رہا تھا ہائے کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا

اور یوں ہم ایک بہت اہم سبق سیکھتے ہیں کہ دُنیاوی کامیابی بس ایک امتحان ہے اور کسی طرح بھی اسکا یہ مطلب نہیں کہ یہ ہماری اپنی کامیابی ہے۔
بلکہ ہمیں شکر گزار ہونا چاہیے ہر اُس نعمت کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے، اور اپنی انتہائی کوشش کرنی چاہیے کہ اسے آخرت کے اجر کے لئے خرچ کریں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ اگلی آیت میں فرماتے ہیں:

اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (۴۶)

یہ مال اور بیٹے تو دُنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے ہاں ثواب اور اُمید دونوں کے اعتبار سے بہتر ہیں۔

وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ط وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (۴۹)

اور نامہ اعمال رکھ دیا جائے گا اور تو مجرموں کو دیکھے گا اس چیز سے ڈرنے والے ہونگے جو اس میں ہے اور کہیں گے افسوس ہم پہ یہ کیسا اعمال نامہ ہے کہ اس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی مگر سب کو محفوظ کیا ہوا ہے اور جو کچھ اُنھوں نے کیا تھا سب کو موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پہ ظلم

نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ہر چیز اتنی واضح کردی ہے پھر بھی ہم حقیقت کو جھٹلانا جاری رکھے ہوئے ہیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ ط وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلاً (۵۴)

اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے سمجھانے کے لئے ہر طرح کی مثالیں طرح طرح سے بیان کی ہیں اور انسان بڑا ہی جھگڑالو واقع ہوا ہے۔

پھر ہمیں بہت دلچسپ قصہ ملتا ہے موسیٰ علیہ السلام کا جو اپنے اُستاد خضر علیہ السلام کی تلاش میں جاتے ہیں اور وہ اکھٹے سفر کرتے ہیں کچھ وقت کے لئے ، جس میں کئی مختلف واقعات کے ذریعے، اللہ تعالیٰ ہمیں بہت اہم سبق سکھاتے ہیں کہ اگر ہم کسی چیز کے پیچھے حکمت نہیں سمجھ سکتے ہیں جو ہماری زندگی میں ہوتے ہیں تو پھر یہ اللہ تعالیٰ کے قانون کی کسی خرابی کو وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ خرابی ہماری اپنی سمجھ میں ہے۔ہمیں یہ یقین کرنے کی ضرورت ہے کہ جو بھی ہوتا ہے ہمارے فائدے کے لئے ہوتا ہے،ہمیں چیزوں کے ظاہری پن سے دھوکا نہیں ہونا چاہیے۔

پھر ذوالقرنین کا قصہ ہے جس کے اندر ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے آج کے دور میں۔ وہ بہت عظیم حکمران تھا جسکو بہت نادر ذرائع اور قوت دی گئی تھی۔

اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا (۸۴)

بے شک ہم نے اُسے زمین میں حکمرانی دی تھی اور اُسے ہر طرح کا ساز و سامان دیا تھا

لیکن دیکھیں اُس نے اس طاقت کو کیسے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ سنبھالا۔ یہ ہے توحید کا مطلب کہ اگر ہمیں طاقت بھی دی گئی ہو ہمیں اس طاقت کو اس بات کی اجازت نہیں دینی چاہیے کہ ہمیں اندھا کردے۔ جب ذوالقرنین اُن لوگوں کے پاس آیا جو چاہتے تھے کہ وہ اُنکے دشمن کے خلاف حفاظت کے لئے ایک دیوار بنا کر اُنکی مدد کرے تو اُنھوں نے اُسکو اسکے لئے محصول کی پیش کش کی:

قَالُوْا یٰذَاالْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَھَلْ نَجْعَلُ لَکَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ سَدًّا (۹۴)

اُنھوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج اس ملک میں فساد کرنے والے ہیں پھر کیا ہم آپکے لئے کچھ محصول مقرر کردیں اس شرط پہ کہ آپ اُنکے اور ہمارے درمیان ایک دیوار بنادیں

اُسکا جواب دیکھیں

قَالَ مَا مَکَّنِّیْ فِیْہِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ اَجْعَلْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ رَدْمًا (۹۵)

کہا میرے رب نے جو کچھ مجھے دے رکھا ہے وہ بہت کچھ ہے پس تم طاقت سے میری مدد کرو میں تمھارے اور اُنکے درمیان مضبوط دیوار بنادوں گا۔

اُس نے اُن سے ناجائز فائدہ نہیں اُٹھایا۔ کیا ہم تصور کرسکتے ہیں کہ کوئی بڑی طاقت کسی ملک کو جسکو اُسکی مدد کی ضرورت ہو، مفت امداد دے؟ دیکھیں

جوصنعت وحرفت کی استعداد اُسکو دی گئی تھی:

اٰتُوۡنِیۡ زُبَرَ الۡحَدِیۡدِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیۡنَ الصَّدَفَیۡنِ قَالَ انۡفُخُوۡا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوۡنِیۡۤ اُفۡرِغۡ عَلَیۡهِ قِطۡرًا (۹۶)

مجھے لوہے کے تختے لا دو یہاں تک کے دونوں سروں کے بیچ کو برابر کر دیا تو کہا دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا تو کہا کہ تم میرے پاس تانبا لاؤ تا کہ اس پہ ڈال دوں

فَمَا اسۡطَاعُوۡۤا اَنۡ یَّظۡهَرُوۡهُ وَمَا اسۡتَطَاعُوۡا لَهٗ نَقۡبًا (۹۷)

پھر وہ نہ اس پہ چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نقب لگا سکتے تھے

اور دیکھیں اُسکے شاندار بیان کو

قَالَ هٰذَا رَحۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّیۡ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ رَبِّیۡ جَعَلَهٗ دَکَّآءَ ۚ وَکَانَ وَعۡدُ رَبِّیۡ حَقًّا (۹۸)

کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اسے ریزہ ریزہ کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے

دیکھیں وہ کس طرح سب کو اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی قرار دیتا ہے اور قیامت کے دن کو یاد رکھتا ہے اپنی دُنیاوی کامیابی کی بُلندی پہ بھی۔ یہ ایک سچے ایمان والے کا رویہ ہونا چاہیے، اور اب اس کو ہمارے اپنے رویہ کے ساتھ ملائیں، ہم کتنے متاثر ہیں لمبی آسمان سے باتیں کرتی عمارتوں سے، اور ہم سوچتے ہیں کہ ان لوگوں نے حقیقت میں یہ بنائی ہیں اور کچھ بھی اُنکو شکست نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ یہاں ہمیں سکھا رہے ہیں کہ اسلام کا یہ مطلب نہیں کہ ہم سب جائیں اور غار میں سو جائیں۔ بلکہ ہم زندگی میں کئی طرح کے حالات کا سامنا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مختلف لوگوں کو مختلف آزمائشوں میں ڈالتے ہیں۔ کچھ کو غربت سے آزمایا جاتا ہے اور کُچھ کو طاقت اور مرتبہ سے آزمایا جاتا ہے، کُچھ کو تنہائی اور خوف سے آزمایا جاتا ہے اور دوسروں کو یقیناً لوگوں کے ہجوم سے رابطہ کے ذریعے آزمایا جاتا ہے۔ ہماری کامیابی اللہ تعالیٰ کے سامنے ہماری مکمل اطاعت میں پنہاں ہے جیسے بھی حالات ہمارے سامنے آجائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر ایک کو منفرد شخصی قوت سے نوازا ہے، لیکن ہمیں اس قوت سے خود کو متکبر اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ بلکہ ہمیں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تحفہ کے طور پہ سمجھنا چاہیے اور اسے اُنکی رضا کے لئے استعمال کرنا چاہیے۔

آخری کامیابی یا ناکامی اس دُنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا مجھے تمھیں بتانا چاہیے کہ ناکام کون ہیں؟-----

قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُکُمۡ بِالۡاَخۡسَرِیۡنَ اَعۡمَالًا (۱۰۳)

کہہ دو کیا میں تمھیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں

اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ سَعۡیُهُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَهُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا (۱۰۴)

وہ جن کی ساری کوشش دُنیا کی زندگی میں کھوگئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

۱۰۴ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ وَلِقَآئِہٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فَلَا نُقِیۡمُ لَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَزۡنًا (۱۰۵)

یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اُسکے روبرو جانے کا انکار کیا ہے پھر اُنکے سارے اعمال ضائع ہوگئے سو ہم اُنکے لئے قیامت کے دن کوئی وزن نہیں دیں گے۔

المیہ یہ ہے کہ وہ جو کچھ کرر ہے تھے اُنکی نیت غلط تھی، اُنکی ترجیحات غلط تھیں، کیا توانائیوں کا ضیاع تھا کہ وہ انسانیت کی خدمت کرر ہے تھے لیکن اس انسانیت کے خالق کی نہیں۔۔۔۔۔ وہ زمینی یادگاریں تعمیر کرر ہے تھے کہ لوگ یاد رکھیں۔۔۔ اُنکی تمام کوششیں اس دُنیا کی راحت کے لئے تھیں، ایک بہتر ملازمت، ایک بہتر گھر، ایک بہتر گاڑی، اور بس یہ سب کچھ، اور اللہ تعالیٰ ان تمام کامیابیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے۔

اہم نقطہ آخری آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ ہمیں یاد دلا رہے ہیں کہ ہمارا معبود ایک معبود ہے:

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ... (۱۱۰)

کہہ دو کہ میں بھی تمھارے جیسا آدمی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے ۔۔۔

ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے ایسا نہ ہو کہ ہم لوگوں کے غلام بن جائیں، اپنی بیویوں کے، اپنے بچوں کے، اپنے دوستوں کے،۔۔۔ کیونکہ جس کی بھی خاطر ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرر ہے ہیں، ہم اُسکے غلام ہیں۔۔۔ اس کے بارے میں کوئی شک نہیں رہنا چاہیے، خواہ یہ کوئی آدمی ہے یا مادی ملکیت یا فوائد۔

لیکن ہم زندگی بھر کے اس رویہ کو کیسے تبدیل کریں؟ اور آخرت کے بارے میں سوچیں اور منصوبہ بندی کریں، یہ ہے اہم نقطہ۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے جب تک ہمیں اپنے رب سے ملاقات کا یقین نہ ہو۔ یہ نظریہ حقیقی مائل کرنے والی قوت ہے جسکی ہمیں ضرورت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

...فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا (۱۱۰)

۔۔۔ پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی اُمید رکھے تو اُسے چاہیے کہ اچھے کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے